قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى (الاعلیٰ:۸)

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور
اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا

لطائف اور تزکیہ نفس

ازافادات

امیر محمد اکرم اعوان، شیخ سلسلہ

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ دارالعرفان منارہ ضلع چکوال

لطائف اور تزکیہ نفس

لطائف اور تزکیہ نفس

تمہید

۱۔ یہ بات طے ہے کہ انسان صرف جسم کا نام نہیں بلکہ روح اور جسم مل کر انسان کہلاتا ہے۔ دونوں کی تخلیق جداگانہ ہے۔ جسم مادی ہے اس کی اصل مٹی ہے۔ روح عالم امر سے ہے اور پرتو صفات باری ہے۔ اب حیات انسانی کا نظام ایسا ہے کہ اسے مسلسل غذا یا انرجی کی ضرورت درپیش ہے جس میں اگر بگاڑ آئے تو یہ بیمار پڑ جاتا ہے اگر مکمل روک دی جائے تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

۲۔ جس طرح غذا جسم کی ایک اہم ضرورت ہے اسی طرح یہ روح کی ضرورت بھی ہے مگر دونوں کی غذا جداگانہ ہے۔ دونوں کی دوا بھی جداگانہ ہے، جسم کی غذا بھی مادی ہے جس کا جزو اعظم مٹی ہے اور روح کی غذا تجلیات باری ہیں جو اسے عالم امر اور بالائے عالم امر سے نصیب ہوتی ہیں۔ غذائے مادی کی تعمیر میں جو مقام سورج کو حاصل ہے کہ بقائے عالم کا سبب ہے۔ تمام عناصر کو اس کی گرمی اور روشنی کی ضرورت ہے۔ یہی مقام روحانی طور پر آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی کا ہے جس کی قرآن حکیم سراجاً منیراً فرما کر نشاندہی فرماتا ہے۔

۳۔ مادی غذا کا جزو اعظم تو مٹی ہے مگر پانی، ہوا، گرمی وغیرہ مل کر مٹی سے مختلف چیزیں صورت پذیر ہوتی ہیں۔ جو بدن کی غذا کا بھی اور دوا کا بھی کام کرتی ہیں۔ ایسا ہی نظام روحانی بھی ہے۔ اصل برکات حضور اکرم ﷺ کی ہیں مگر اولوالعزم رسول ان انوارات کو روح تک پہنچانے کا سبب بنتے ہیں، جو خود رسول اکرم ﷺ سے حاصل کرتے ہیں۔

۴۔ جس طرح جسم میں پھیپھڑے، جگر، دل، دماغ، گردے اعضاء رئیسہ ہیں اسی طرح انسانی روح میں جو اعضاء رئیسہ ہیں انہیں اصطلاحاً لطائف کہا جاتا ہے جو لطیفہ کی جمع ہے اور اپنی اس لطافت کی وجہ سے جو اسے حاصل ہے لطیفہ کہلاتا ہے۔ محققین صوفیہ نے جسم انسانی میں اس کی نشاندہی کی ہے جس میں مختلف سلاسل تصوف میں اختلاف بھی ہے مگر سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ میں ان کی تعین یوں ہے۔

لطائف

۵۔ (۱) قلب۔ یہ دل کا مقام ہے جس کی دھڑکن سے ہم سب واقف ہیں۔

(۲) اس کے مقابل دائیں طرف، اس لطیفہ کا نام روح ہے۔

(۳) قلب کے اوپر جس کا نام سری ہے۔

(۴) روح کے اوپر جس کا نام خفی ہے۔

(۵) ان کے درمیان جسے اخفا کہا جاتا ہے۔

(۶) پیشانی جو سجدہ کے وقت زمین پہ لگتی ہے یہ مقام نفس ہے۔

(۷) سلطان الاذکار جو سارے بدن کو شامل ہے کہ ہر بن مو سے اللہ اللہ کا ذکر جاری ہو جائے۔

۶۔ اولوالعزم رسول پانچ ہیں۔ حضور اکرم ﷺ، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ہمارے جد امجد ہیں۔ ان کی ذوات عالی کا تعلق لطائف سے اس طرح سے ہے کہ لطیفہ اول پر برکات وانوارات حضرت آدم علیہ السلام سے،

پہلے آسمان سے آتے ہیں اور اگر مشاہدہ نصیب ہو تو ان کا رنگ زرد نظر آتا ہے۔ آسمان اول بھی نظر آسکتا ہے اور آدم علیہ السلام کی زیارت بھی ہونا محال نہیں۔

۷۔ دوسرے لطیفے کا تعلق حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام سے ہے اس کے انوارات دوسرے آسمان سے آتے ہیں اور ان کی رنگت سنہری مائل سرخ ہوتی ہے۔ تیسرے لطیفے پر جو انوارات آتے ہیں ان کا تعلق موسیٰ علیہ السلام سے ہے اور صاف شفاف سفید رنگ ہوتا ہے۔ چوتھے لطیفے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انوارات چوتھے آسمان سے آتے ہیں۔ رنگ گہرا نیلا ہوتا ہے۔ پانچویں لطیفے کا تعلق آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ سے ہے۔ اس کے انوارات کا رنگ سبز ہوتا ہے پانچویں آسمان سے آتے ہیں اور پانچوں لطائف پہ چھا جاتے ہیں۔

۸۔ چھٹے اور ساتویں لطیفے پر تجلیات باری ہوتی ہیں جن کی رنگت یا کیفیت و کمیت کے بارے کچھ بھی متعین نہیں کیا جا سکتا۔ بس جیسے بجلی چمک جاتی ہے اور کچھ سمجھ نہیں آتا سوائے اس کے کہ الٹا آنکھیں چندھیا جاتی ہیں کچھ اسی طرح کا حال ہے۔

۹۔ اللہ کریم اگر چشم بصیرت عطا کر دیں تو یہ سب کچھ نظر آنے لگتا ہے۔ عموماً شروع شروع میں تعین ذرا مشکل ہوتی ہے۔ رنگ گڈ مڈ نظر آتے ہیں مگر رفتہ رفتہ قوت مشاہدہ میں پختگی آتی جائے تو ہر چیز صاف ہوتی جاتی ہے۔

طریقہ ذکر

۱۰۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ کے ذکر کا اصطلاحی نام ذکر خفی قلبی ہے اور اس

طریقہ ذکر کو ذکرِ پاس انفاس کہا جاتا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ سالک ذکر کے دوران اپنے سانسوں کی نگرانی کچھ اس انداز سے کرے کہ کوئی سانس اللہ کے ذکر سے خالی نہ جائے۔ بعض نادان دوستوں کو دھوکا ہوتا ہے کہ سانس سے ذکر کیسا؟ لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ ذکر تو قلب کا فعل ہے جس میں سانس کا کردار محض ایک پیغامبر کا ہے اور بس! اگر اس طرح ارادی طور پر اور قوت سے سانس نہ لی جائے تو جو کام ایک دن کا ہے اس پر کئی سال بھی لگ سکتے ہیں۔ اس طریقہ ذکر میں تین قوتیں استعمال ہوتی ہیں۔ خیال کی قوت (Concentration Power) جسم کی قوت یعنی (Body Power) اور سانس کی قوت یعنی (Breathing Power) ذکر شروع کرنے سے پہلے درج ذیل تسبیحات ایک ایک بار پڑھی جاتی ہیں۔

(۱)۔ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم۔

(۲)۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

(۳) اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

(۴) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

قبلہ رو بیٹھ کر متوجہ الی اللہ ہو کر آنکھیں بند کر لیں، منہ بند ہو اور ناک سے سانس اندر کھینچیں اور اس بات پر توجہ مرکوز کریں کہ اس سانس کے ساتھ لفظ اللہ دل

کی گہرائیوں میں اتر گیا یعنی اللہ کا پیغام لطیفہ قلب کو پہنچا۔ جب سانس واپس ہو تو "ھو" کا پیغام لے کر خارج ہو اور ھو کی چوٹ قلب پر لگے۔ قلب کے بعد اللہ حسب معمول قلب میں آئے اور ھو کی چوٹ روح، سری، خفی اخفا، نفس، سلطان الاذکار سے ہوتی ہوئی واپس قلب پر آجائے۔ یہ ضروری ہے کہ بغیر سانس توڑے مسلسل ساتوں لطائف کیئے جائیں۔

۱۱۔ چنانچہ ساتوں لطائف پر ذکر کرنے کے بعد پھر سے ساری توجہ پہلے لطیفے پر آئے اور تھوڑی دیر اس پر ذکر کر کے عمداً سانس لینا بند کر دے۔ بدن کا خیال یکسر چھوڑ دے اور سانس کو طبعی طور پر چلنے دے۔ ساتھ قلب پر نگرانی کرے اس طرح کہ اللہ کا لفظ قلب سے نکلے اور ھو کی ٹکر عرش عظیم سے جا کر لگے۔ یہ پہلا سبق ہے اسے رابطہ کہتے ہیں۔ جب یہ مضبوط ہو جائے تو اگلے مراقبات یا مقامات کرائے جا سکتے ہیں۔

۱۲۔ اور یاد رہے کہ یہ معاملہ از خود نہیں ہو پاتا۔ اس کے لئے شیخ کامل کی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ یہ جملہ کیفیات انعکاسی طور پر آگے تقسیم ہوتی ہیں۔ جس طرح آپ ﷺ کی خدمت عالی میں حاضر ہونے والا مومن ہی شرف صحابیت سے سرفراز ہوا۔ صحابہؓ کی صحبت میں حاضری دینے والا تابعی بنا اور ان کی خدمت میں آنے والے تبع تابعین بنے۔ ان سے مشائخ عظام نے یہ دولت حاصل کی اور نسلاً بعد نسلاً سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی رہی اور انشاء اللہ ہوتی رہے گی۔

۱۳۔ یہ بھی یاد رہے کہ ہر مومن اسے حاصل کر سکتا ہے۔ مرد ہو یا عورت، عالم ہو یا ان پڑھ، امیر ہو یا غریب، بس اس کے لئے صرف ایمان شرط ہے اور صحبت شیخ

خلوص کے ساتھ۔ کبھی شیخ کے ساتھ خلوص قلبی میں فرق آجائے تو یہ دولت ہیک آن چھن جاتی ہے۔

ضرورت اور افادیت

۱۴۔ اب رہی اس کی ضرورت وافادیت تو اس کے لئے یہ کافی ہے کہ اس کے بغیر مثبت تبدیلی نصیب ہونا محال ہے ورنہ زبانی بھی اور تحریری بھی تبلیغ میں تو کوئی کسر باقی نہیں مگر یاد رہے کہ تعلیمات نبوی ﷺ کے ساتھ کیفیات ہیں جنہیں برکات نبوت کہہ لیجئے ان سے قلب بدل جاتا ہے اور عملی زندگی میں انسان گناہ سے نیکی کی طرف سفر شروع کر دیتا ہے۔ جو اس کے مکمل نیکی تک پہنچانے کا سبب بنتا ہے۔ یہی اس کی پہچان بھی ہے کہ اگر اصل کیفیات نہ ہوں گی اور محض دعویٰ ہوگا تو وہ عملی زندگی کو مثبت کی بجائے مزید منفی اور ناروا رویہ دے گا۔

مراقبات

(۱) مراقبہ احدیت

۱۵۔ مقصود کے حصول کے لئے قلب میں پوری توجہ کے ساتھ تصور جمانا ہی مراقبہ کہلاتا ہے ان مراقبات میں پہلا مراقبہ "مراقبہ احدیت" ہے۔ اس مراقبہ کے دوران زبانِ حال سے اس کا وظیفہ یہ ہے وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَكَ يَا اللّٰهُ وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰه" وَّاحِد لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم۔ اس مراقبہ کی پختگی کا اثر سالک کی زندگی میں یوں نمایاں ہوتا ہے کہ اسکے اندر سے ہر قسم کا شرک ختم ہو جاتا ہے۔

(۲) مراقبہ معیت

اس مراقبہ کے دوران سالک کے اندر رب کائنات کی معیت کا شعور پختہ ہوتا چلا جاتا ہے اس کا وظیفہ یہ ہے۔ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ۔ اَللّٰہُ حَاضِرِیْ۔ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ۔ اَللّٰہُ مَعِیْ۔ معیت باری کا یہ اثر ہے کہ سالک کے اندر اللہ کی ذات کے ہر وقت ساتھ ہونے کا احساس غالب ہوتا چلا جاتا ہے اور انسان کو گناہ کی طرف قدم اٹھانے سے حیا آتی ہے۔

(۳) مراقبہ اقربیت

اس مراقبہ کے دوران اس کا وظیفہ یوں ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ۔ اس مراقبہ کی پختگی کے ساتھ سالک پر قرب الٰہی کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ جسے قرآن نے صِبْغَۃَ اللّٰہِ کہا ہے۔

۱۶۔ ان مراقبات ثلاثہ کے بعد دوائر ثلاثہ آتے ہیں۔

(۱) دائرہ محبت اول

اس مراقبہ کے دوران سالک کا وظیفہ یہ ہوتا ہے۔ یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ سالک دوران مراقبہ لطیفہ نفس یعنی پیشانی کے سامنے ایک نورانی دائرہ دیکھتا ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ سالک کے اندر اپنے محبوب کے ساتھ محبت کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔

(۲) دائرہ محبت دوم

اس کا وظیفہ بھی وہی ہے۔ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ اور سالک اس مراقبہ کے دوران اپنی پیشانی کے سامنے پہلے نورانی دائرہ کے گرداگرد دوسرا نورانی دائرہ دیکھتا ہے

جو پہلے سے بڑا ہوتا ہے اور اس مراقبہ کے دوران محبت میں اضافہ محسوس ہوتا ہے۔

(۳) دائرہ محبت سوم

اس کا وظیفہ بھی وہی ہے یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَه' سالک پیشانی کے سامنے پہلے اور دوسرے دائرہ کے گرداگرد تیسرا بڑا نورانی دائرہ دیکھتا ہے۔ ان دوائر ثلاثہ میں سالک کے اندر اپنے محبوب کی محبت کو پروان چڑھایا جاتا ہے۔ دعویٰ محبت کے پروان چڑھ جانے کی نشانی اور علامت رب کائنات نے اپنے قرآن میں یوں ارشاد فرمائی ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰه۔

۱۷۔ ان دوائر کے بعد درج ذیل مراقبات مقام اقربیت پر ہی کرائے جاتے ہیں۔

(۱) مراقبہ اسم الظاہر والباطن

دوائر ثلاثہ کے بعد مراقبہ اسم الظاہر والباطن کرایا جاتا ہے۔ اس کا وظیفہ ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْئٍ عَلِیْم۔ اس مراقبہ کے دوران سالک دیکھتا ہے کہ دوائر ثلاثہ کے نور نے اس کے ظاہر اور باطن کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اندر اور باہر نور ہی نور ہوتا ہے۔ جس سے پوری روح منور ہو جاتی ہے۔

(۲) مراقبہ عبودیت

اس مراقبہ کا وظیفہ یوں ہے اَلنَّجْمُ وَالشَّجَرُ یَسْجُدَان اس مراقبہ کا مقتضی یہ ہے کہ سالک اپنے مقام عبودیت سے آشنا ہوتا ہے اور اس کی روح بے ساختہ پکار اٹھتی ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی' پڑھ رہا ہے۔

(۴) مراقبہ فنا بقا

ان مراقبات کی تسیمات یہ ہیں۔ پہلے فنا فی اللہ میں کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ اور پھر بقاباللہ میں وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام۔

مراقبہ سیر کعبہ

اس مراقبہ کے دوران سالک کا وظیفہ تلبیہ ہوتا ہے۔ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

سالک اپنی روح سے کعبۃ اللہ کا طواف کرتا ہے اور زبان حال سے یہ وظیفہ جاری ہوتا ہے۔ سات چکر پورے کر کے ملتزم سے چمٹ کر دعا میں مصروف ہو جاتا ہے۔

مراقبہ روضہ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم

اس مراقبہ کے دوران سالک نہایت ادب اور احترام اور حضور قلب کے ساتھ روزہ اطہر کے اندر نگاہیں جھکائے ہوئے کھڑا ہو جاتا ہے اور مسلسل زبان حال سے یہ درود شریف پڑھتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

مراقبہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اس مراقبہ کے دوران سالک نہایت ادب، احترام اور حضور قلب کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں دو زانو ہو کر بیٹھ جاتا ہے اور زبان حال پہ وہی درود

شریف جاری رہتا ہے۔

قلب قرآن کریم کی نظر میں

۱۸۔ قرآن کریم قلب کی ۱۵ کیفیات بیان کرتا ہے۔ یہ کیفیات مادی دل (پمپنگ سٹیشن) کی نہیں جس کا کام صرف مادی بدن کو خون بہم پہنچانا ہے۔ بلکہ اس سے مراد وہ لطیفہ ربانی ہے جو روح کے اعضائے رئیسہ میں سے ایک ہے جسے قلب کہا جاتا ہے۔

۱۔ سخت قلب

یہ ایسے قلوب ہیں جو عبرت کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھنے کے باوجود بھی سخت ہی رہتے ہیں۔ "مگر ایسی نشانیاں دیکھنے کے باوجود بھی آخر کار تمہارے قلوب سخت ہو گئے پتھروں کی طرح سخت بلکہ سختی میں کچھ ان سے بڑھے ہوئے ہیں کیونکہ پتھروں میں کوئی تو ایسا بھی ہوتا ہے جس میں سے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں، کوئی پھٹتا ہے تو اس میں سے پانی نکل آتا ہے اور کوئی اللہ کے خوف سے لرز کر گر بھی پڑتا ہے۔ اللہ تمہاری کرتوتوں سے بے خبر نہیں ہے۔" (البقرہ ۷۴، زمر ۲۲)

۲۔ مہر لگا ہوا قلب

حد سے گزر جائے گا اس کے قلب پر ٹھپہ لگ جائے گا۔ "اسی طرح ہم حد سے گزر جانے والوں کے قلوب پر مہر لگا دیتے ہیں"۔ (یونس ۷۴)

۳۔ متکبر قلب

اللہ ہر متکبر اور جبار کے قلب پر ٹھپہ لگا دیتا ہے۔ "اس طرح ان سب لوگوں کو گمراہی میں ڈال دیتا ہے جو حد سے گزرنے والے اور شکی ہوتے ہیں اور اللہ کی

آیات میں جھگڑتے ہیں بغیر اس کے ان کے پاس کوئی سند یا دلیل آئی ہو یہ رویہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے نزدیک سخت مبغوض ہے۔ اس طرح اللہ ہر متکبر اور جبار کے قلب پر ٹھپہ لگادیتا ہے۔(المومن ۳۴، ۳۵)

۴۔ مجرم قلب

جن لوگوں کے قلوب میں اللہ کا ذکر ٹھنڈک اور روح کی غذا بن کر اترتا ہے وہ اہل ایمان کے قلوب ہیں مگر جن کے قلوب میں یہ شتابہ بن کر لگے اور اسے سن کر ان کے اندر آگ بھڑک اٹھے گویا ایک گرم سلاخ تھی کہ سینے کے پار ہوگئی وہ مجرمین کے قلوب ہیں۔

۵۔ ٹیڑھا قلب

جو لوگ فتنہ و فساد پھیلاتے ہیں جان لو کہ ان کے قلوب میں ٹیڑھ ہے "جن لوگوں کے قلوب میں ٹیڑھ ہے وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات کے پیچھے رہتے ہیں اور ان کو معنی پہنانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا"۔(آل عمران ۷)

۶۔ بے ایمان قلب

خدائے وحدہ لاشریک کا ذکر سن کر جس کا قلب کڑھنے لگے سمجھ لو کہ وہ بے ایمان اور منکر آخرت ہے۔ "جب اکیلے خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے قلوب کڑھنے لگتے ہیں اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکایک خوشی سے کھل اٹھتے ہیں"۔(الزمر ۴۵)

۷۔ نہ سوچنے والا قلب

جو لوگ اپنے قلوب میں سوچتے نہیں وہ جہنمی ہیں۔ "اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جہنم کیلئے ہی پیدا کیا ہے۔ ان کے پاس قلوب ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں۔ ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھو گئے ہیں"۔ (الاعراف ۱۷۹)

۸۔ اندھا قلب

جو عبرت حاصل نہ کرے اس کا قلب اندھا ہو جاتا ہے۔ "کتنی ہی خطاکار بستیاں ہیں جن کو ہم نے تباہ کیا اور آج وہ اپنی چھتوں پر الٹی پڑی ہیں۔ کتنے ہی کنویں بے کار اور قصر کھنڈر بنے ہوئے ہیں۔ کیا یہ لوگ زمین پر چلے پھرے نہیں ہیں کہ ان کے قلوب سمجھنے والے یا ان کے کان سننے والے ہوتے۔ حقیقت ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ قلوب اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں"۔ (الحج ۴۵،۴۶)

۹۔ زنگ آلود قلب

اعمال بد کی وجہ سے قلوب پر زنگ چڑھ جاتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے انسانوں کو حق بات بھی افسانہ نظر آتی ہے۔ "بلکہ دراصل ان لوگوں کے قلوب پر ان کے برے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے"۔ (المطففین ۱۴)

۱۰۔ گناہ آلود قلب

جو لوگ شہادت کو چھپاتے ہیں اور حق بات کہنے سے گریز کرتے ہیں سمجھ لو کہ ان کے قلوب گناہ آلود ہیں اور شہادت کو ہرگز نہ چھپاؤ۔ جو شہادت کو چھپاتا ہے اور

اس کا قلب گناہ آلود ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے"۔(البقرہ ۲۸۳)

۱۱۔ دانشمند قلب

جسے دل کجی کا خوف ہو وہ دانشمند ہے۔ "پروردگار! جب کہ تو ہمیں سیدھے راستے پر لگا چکا ہے تو پھر ہمارے قلوب کو کجی میں مبتلا نہ کر یو۔ ہمیں اپنے خزانہ فیض سے رحمت عطا کر کہ تو ہی فیاض حقیقی ہے۔(آل عمران ۸)

۱۲۔ لرز اٹھنے والا قلب

اللہ کا ذکر سن کر جس کا قلب لرز اٹھے وہ سچا مومن ہے۔ "سچے اہل ایمان وہ لوگ ہیں جن کے قلوب اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے"۔(الانفال ۲) اللہ کا ذکر سن کر جس کا قلب کانپ اٹھے وہ مومن ہے۔ "اور اے نبی بشارت دے دے عاجزانہ روش اختیار کرنے والوں کو جن کا حال یہ ہے کہ اللہ کا ذکر سنتے ہیں تو ان کے قلوب کانپ اٹھتے ہیں۔ جو مصیبت آتی ہے اس پر صبر کرتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ رزق ہم نے دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں"۔

۱۳۔ ایمان والا قلب

جن لوگوں کے قلوب اللہ کے ذکر سے پگھلتے ہیں وہ ایمان والے ہیں۔ "کیا ایمان لانے والوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے قلوب اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اس کے نازل کردہ حق کے سامنے جھکیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو

جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی۔ پھر کتنی مدت ان پر گزر گئی تو ان کے قلوب سخت ہو گئے اور آج ان میں سے اکثر فاسق بنے ہوئے ہیں"۔ (الحدید ۱۶)

۱۴۔ مطمئن قلب

اللہ کو یاد کرنے والا قلب ہی مطمئن ہوتا ہے۔ "خبردار! اللہ کی یاد ہی وہ چیز ہے جس سے قلوب کو اطمینان نصیب ہوتا ہے"۔ (الرعد ۲۰)

۱۵۔ قلب سلیم

حشر کے دن صرف قلب سلیم فائدہ دے گا۔ "جس دن نہ کوئی مال فائدہ دے گا نہ اولاد بجز اس کے کہ کوئی شخص قلب سلیم لئے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو"۔ (الشعراء)

قلب کی جملہ امراض کا علاج

۱۶۔ اے ایمان والو! اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ (القرآن) جب ہم زبان سے اللہ کا ذکر کریں تو بات کرتے ہوئے، سوتے ہوئے اور بہت سے دنیاوی امور طے کرتے ہوئے کثرت سے اللہ کا ذکر نہیں کر سکتے لیکن جب ہم لفظ اللہ قلب سے کہیں گے تو بات کرتے ہوئے، سوتے ہوئے اور دنیاوی کاموں میں مصروفیت کے باوجود اللہ کا ذکر جاری رہے گا۔

* * *

کیا تصوف و طریقہ ذکر سنتؐ سے ثابت ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ تصوف کو بدعت کہنا دین کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے اور اس کے ساتھ اگر آدمی برخود غلط بھی ہو تو اس سے بھی بڑی بڑی ٹھوکریں کھا سکتا ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی دستور کی عبارت میں تمام جزئیات کا بیان نہیں ہوتا بلکہ صرف اصول و کلیات بیان ہوتے ہیں۔ اسلام کا دستور قرآن ہے۔ اس میں دین کے تمام اصول و کلیات موجود ہیں۔ ان اصول و کلیات کی عملی تعبیرات اسوہ نبوی میں موجود ہیں۔

اصول و کلیات مقاصد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان ذرائع و وسائل کو ڈھونڈ نکالنا جو مقاصد کے حصول میں ممد ثابت ہوں اور انہیں ذرائع سمجھ کر ہی اختیار کیا جائے دین کے خلاف کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہاں یہ وسائل اس صورت میں بدعت ہوں گے جب جزو دین یا اصلی دین سمجھا جائے ورنہ یہ وسائل مقاصد کے حکم میں ہوں گے کیونکہ ذرائع اور وسائل مقصد کا موقوف علیہ ہیں مثلاً" قرآن مجید میں حکم ہوا یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ یا حضور ﷺ نے فرمایا بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً یہ حکم دیا گیا کہ تبلیغ کرو۔ پس تبلیغ کرنا مقصد ٹھہرا ذریعہ کی تعین نہیں کی۔ زبان سے ہو' تحریر سے ہو' عمل سے ہو' منبر پر چڑھ کر ہو' کرسی پر بیٹھ کر ہو' مسجد میں ہو' میدان میں ہو' گاڑی میں بیٹھ کر ہو' موٹر میں ہو' تقریر میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کیا جائے یہ تمام ذرائع ہیں اور چونکہ یہ ذرائع اشاعت دین کے لئے ہیں لہٰذا یہ مقدمہ دین ہیں۔" اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا اب یہ کہ تنہا ذکر کریں' حلقہ میں بیٹھ کر کریں یا لیٹے ہوئے کریں۔ انگلیوں پر گن کر کریں یا تسبیح کے ذریعہ کریں۔ تمام وسائل و ذرائع ہیں اور ذکر الٰہی مقصد ہے۔ ان ذرائع کو بدعت کہنا حصول مقصد میں رکاوٹ پیدا کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔

میں تصور شیخ کا حامی نہیں اور ہمارے سلسلہ میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ وظائف لسانی میں ہمارے ہاں سب سے بڑا وظیفہ تلاوت قرآن مجید ہے۔ پھر استغفار اور درود شریف۔ حلقہ ذکر میں صرف اللہ ھو کا ذکر کرایا جاتا ہے۔ یا ہر مقام میں آیات قرآنی کا وظیفہ بتایا جاتا ہے۔ سیر کعبہ میں لبیک کا وظیفہ اور فنافی الرسول میں درود شریف۔ باقی تمام منازل سلوک میں سوائے اسم اللہ کے کوئی دوسرا ذکر نہیں بتایا جاتا۔

رفقاء کو جمع کر کے توجہ کرنا' سانس کے ذریعے ذکر کرنا وغیرہ مقصود نہیں سمجھتا بلکہ وسیلہ اور مقدمہ مقصود کا سمجھتا ہوں۔ نہ خود حلقہ بنانا دین ہے نہ توجہ کرنا ہی دین ہے نہ صرف ناک سے سانس لینا ہی دین ہے ہاں یہ مقدمات دین ہیں۔ ہمارے سلسلہ میں ان اوراد و وظائف کی قطعاً" کوئی گنجائش نہیں جو سنت سے ثابت نہ ہوں۔ ہمارے اختیار کردہ وظائف و معمولات میں سے اگر کسی چیز پر بدعت کا اطلاق ہوتا ہو تو ثبوت پیش کیجئے۔ کتاب و سنت کی واضح تعلیمات ہمارے سامنے ہیں۔ انہیں کو مشعل راہ و مصدر ہدایت اور معیار ہدایت سمجھتے ہیں اور بس۔ (دلائل السلوک حضرت مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ)